رسائل و مسائل

خواتین، گھریلو فرائض اور تحریکی ذمہ داریاں

جناب مولانا عبد المالک صاحب۔ ادارہ معارف اسلامی۔ منصورہ۔ لاہور

تحریک اسلامی پاکستان کے حلقہ خواتین سے تعلق رکھنے والی ایک بہن نے اپنے ایک طویل مکتوب میں خواتین میں کام سے متعلق بعض سوالات دریافت کیے ہیں، ہم ذیل میں اس مکتوب کا خلاصہ دے رہے ہیں۔ اور پھر اس کے بعد ان کے سوالات کے جوابات بھی دے رہے ہیں۔

سوال: مسلمان عورت پر فریضۂ اقامتِ دین کے سلسلے میں کیا ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں اور وہ اپنے گھریلو فرائض (جو اپنے شوہر، اولاد، گھر، والدین اور رشتہ داروں کے سلسلے میں اس پر عاید ہوتے ہیں) کے ساتھ ان ذمہ داریوں سے کس طرح عہدہ برآ ہوسکتی ہے۔ وہ اپنے وقت کا کتنا حصہ گھریلو فرائض کی ادائیگی کے لیے مختص کرے؟ اور کتنا حصہ اقامتِ دین کی جد و جہد کے لیے؟ نیز اس سلسلہ میں عورت اپنے گھر والوں (خاوند، بچوں اور دیگر اہل خانہ) کے مطالبات اور تحریکی نظم کے تقاضوں کے درمیان صحیح توازن کس طرح قائم کرسکتی ہے؟ خصوصاً جب کہ تحریک کے نظم (ناظمۂ حلقہ) کی طرف سے یہ تقاضا ہو کہ موجودہ حالات کا تقاضا یہ ہے کہ تحریکی خواتین اپنے وقت کا زیادہ سے زیادہ حصہ تحریک کے لیے وقف کردیں۔ اور گھر والوں کا، تحریکی تعلق

کے باوجود، یہ موقف ہو کہ عورت کو اپنے گھریلو فرائض کی قیمت پر تحریکی سرگرمیوں میں حصہ لینا بہر حال مناسب نہیں ہے۔ نیز اس بات پر بھی روشنی ڈالی جائے کہ آیا ایسے شوہروں کے رویے کو تحریکی پروگراموں کے دوران میں گفتگو اور تنقید کا موضوع بنایا جا سکتا ہے؟

اسی طرح خواتین کے فطری اعذار مثلاً ماہانہ بیماری، بارآوری، زچگی وغیرہ کے دوران میں نظم کا رویہ اپنی کارکنوں کے ساتھ کیسا ہونا چاہیے؟ کیا انہیں اپنی تحریکی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں رعایت دی جانی چاہیے یا نہیں؟

جواب: آپ کا تفصیلی استفسار ملا۔ پڑھ کر خوشی ہوئی کہ آپ علمی ذوق رکھتی ہیں اور مسائل پر علمی انداز میں سوچ و بچار کی کوشش میں لگی ہوتی ہیں۔ اللہ آپ کے اس ذوق و شوق میں اضافہ اور برکت پیدا فرمائے۔ آمین۔ سوالات کے جواب مندرجہ ذیل ہیں:

۱- اُمتِ مسلمہ پر فرض عاید ہوتا ہے کہ معروف کو قائم کرے اور منکر کو مٹائے۔ اور سب سے پہلا معروف اسلامی نظام کا قیام ہے۔ اگر قائم نہ ہو تو اسے قائم کیا جائے اور اگر قائم ہو تو اسے قائم رکھا جائے۔ یہ ایک اجتماعی فریضہ ہے اس لیے اُمتِ مسلمہ کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اس مقصد کے لیے ایک جماعت قائم کردے جس کی اوّلین ذمہ داری یہی ہو کہ وہ اس کام کو سرانجام دے۔

۲- تحریکِ اسلامی اس فرض کو ادا کرنے کے لیے وجود میں آئی ہے جو صرف اس پر نہیں بلکہ اُمتِ مسلمہ پر فرض ہے۔ اُمتِ مسلمہ کے ایسے افراد جو اقامتِ دین کا نظریہ رکھتے ہوں اور اپنے طور پر کسی نہ کسی شکل میں اقامتِ دین کے لیے جدوجہد کر رہے ہوں یا تحریکِ اسلامی کی حمایت و معاونت کر رہے ہوں یا کسی بھی ایسی تحریک کی حمایت و معاونت کر رہے ہوں جو اقامتِ دین کے لیے جدوجہد کر رہی ہو تو وہ اپنے فرض کو ادا کرنے والے شمار ہوں گے۔

۳- یہ حکم ہر دور کے لیے ہے اور اس میں حالات کے اُتار چڑھاؤ سے کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ اس دور کو اس لحاظ سے ہنگامی کہا جا سکتا ہے کہ اس میں اسلامی نظام قائم نہیں ہے لیکن اس کے ہنگامی دور میں اقامتِ دین کے فریضہ کو ادا کرنے کا طریقہ یہ نہیں ہے کہ ہر شخص مرد یا عورت میدان میں مسلسل کھڑا ہو بلکہ اس کا طریقہ یہی ہے کہ تحریکِ اسلامی اس کام کو کرے اور اس کے افراد اپنے دُنیاوی کاموں پر اس کام کو ترجیح دیں۔ ان کا اصل کام یہ ہو اور باقی کام ثانوی۔ لیکن ایسی صورت

نہیں ہے کہ اسی کام کو کریں باقی تمام کاموں کو چھوڑ دیں۔ بلکہ باقی کاموں کو بھی کریں لیکن اُن کو ثانوی حیثیت دے کر۔ اس سے خود بخود یہ اصول نکل آیا کہ اعذار کی صورت میں ان کا لحاظ رکھا جائے گا۔ اور معذور افراد کے بجائے دوسروں سے کام لیا جائے گا۔

۴۔ چھوٹے بچوں کو دودھ پلانا، تحفظ کی معروف اور قابلِ اطمینان صورت کا میسر نہ آنا، حمل اور اسقاط ایسے اعذار ہیں کہ اُن کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اور ناظمہ کا فرض ہے کہ ان اعذار کو ملحوظ رکھ کر ڈیوٹی لگائے۔ اسی طرح یہ بھی مناسب نہیں ہے کہ اس انداز سے کام شروع کر دیا جائے کہ خاوند اُس پر مطمئن نہ ہو۔ اگر خاوند کا عدمِ اطمینان بے جا ہے تو اس وقت تک اس درجہ میں کام لیا جائے جس سے خاوند مطمئن ہو اور بتدریج اس کو اطمینان میں لے کر آگے قدم بڑھائے جائیں۔ اقامتِ دین کے لیے بعض مراحل بہرحال ایسے آتے ہیں جن میں ہر مرد اور عورت کو چاہے وہ معذور ہو یا غیر معذور لازماً شرکت کرنا پڑتی ہے اور ان مراحل کو ایک مومن مرد یا عورت کا ضمیر خود بخود ہی محسوس کر لیتا ہے۔ لیکن تمام کے تمام مراحل ایسے نہیں ہیں کہ اُن میں ہنگامی حالت کے حوالے سے عذرِ شرعی کو بھی معتبر نہ قرار دیا جائے۔ اُصولی باتوں کے سلسلہ میں یہ پہلی اُصولی بات ہے۔ دوسری اُصولی بات یہ ہے کہ جن مردوں اور عورتوں نے تحریکِ اسلامی میں شمولیت کر لی ہے انہیں سمجھنا چاہیے کہ انھوں نے اس کام کو دوسرے کاموں پر اولیت دینی ہے اور اس سلسلہ میں نظم کی پابندی کرنی ہے۔ کیونکہ وہ اس تحریک کے فرد کی حیثیت اس کے بغیر نہیں رکھتے۔ اس لیے اعذار کے سلسلے میں کارکنوں کو اپنے سربراہ ناظم یا ناظمہ کو مطمئن کرنا چاہیے اور بلا اجازت غیر حاضری سے اجتناب کرنا چاہیے اور اختلاف کی صورت میں اپنے طور پر فیصلہ کرنے کے بجائے بالائی نظم سے رجوع کرنا چاہیے۔

۵۔ خاوند کے بارے میں صرف ایسے وقت میں گفتگو کی جاسکتی ہے جب کسی معاملہ میں اس سے متعلق کوائف مطلوب ہوں اور بیوی کے لیے شرعاً ضروری ہو جائے کہ وہ اس کے کوائف سے دوسروں کو آگاہ کرے۔ اس کے بغیر اس کی بُرائی بیان کرتے پھرنا غیبت کی تعریف میں آتا ہے۔

۶۔ آپ نے جن جزئیات کے بارے میں سوالات کیے ہیں ان میں سے ہر ایک کا جواب مذکورہ اصولوں کی روشنی میں معلوم کر لیں اور ضرورت پیش آئے تو متعلقہ ناظمہ سے ان کی روشنی میں تصفیہ کر لیں۔